مولانا غلام الرحمن صاحب

۸

حقانیہ سے ازہر تک

شہاب الدین ابو العباس الشاذلی کی مسجد کے سامنے چند قدم کے فاصلہ پہ "ابو عبداللہ شیخ البوصیری" کی آخری آرام گاہ ہے۔ بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کی آخری آرام گاہ قاہرہ کے قریب "حائرۃ الشافعی" لکھا ہے۔ لیکن مقامی لوگوں سے معلوم ہوا کہ مرحوم کی وفات کے بعد آپ کو یہاں دفن کیا گیا ہے۔ قبر کے سامنے مصری دستور کے مطابق ایک مسجد واقع ہے جس کے بڑے دروازے پہ لکھا ہوا تھا۔

"مسجد عارف باللہ سیدی البوصیری" دروازہ سے داخل ہو کر دائیں جانب چھ مربع میٹر کے ایک مسقف کمرے میں یہ قبر واقع ہے۔ ارد گرد دیواروں پہ "قصیدہ بردہ" کے چند اشعار نمایاں خط میں نظر آرہے تھے جس کی ابتدا اس شعر سے ہوتی ہے۔

جَاءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَةً
تَمْشِيْ اِلَيْهِ عَلٰى سَاقٍ بِلَا قَدَمٖ

ترجمہ۔ آپؐ کے بلانے پہ درخت اپنی شاخیں جھکائے ہوئے مثل سجدہ کرنے والے کے ایسے حال میں حاضر ہوئے کہ وہ اپنے تنوں پر بلا قدم چلتے تھے۔

مسجد کے اندر ایک قاری خوش آوازی سے قرآن سنا رہا تھا۔ ارد گرد دیواروں سے ٹیک لگائے چند بوڑھے اور جوان سر ہلا ہلا کر محظوظ رہے تھے۔ دو رکعات پڑھنے کے بعد مسجد کے ایک ذمہ دار شخص سے ملے جس نے ہمیں کافی مفید باتیں بتائیں۔

البوصیری کا تعارف آپ کا نام محمد بن سعید کنیت ابو عبداللہ اور لقب شرف الدین ہے۔ آبائی وطن "ابو صیر" کی نسبت کی وجہ سے "البوصیری" مشہور ہوئے۔ اسلامی دنیا میں آپ ایک صوفی اور بزرگ کی حیثیت سے متعارف ہیں۔ مسلک کے لحاظ سے شافعی المذہب ہونے کے علاوہ سلسلہ بیعت میں آپ کا تعلق سلسلہ "شاذلیہ" سے ہے۔ آپ کی پیدائش یکم شوال ۶۰۸ھ مطابق ۷ مارچ ۱۲۱۲ء بروز بدھ کو ہوئی۔ آپ کے والد مرحوم بھی وقت کے عظیم صوفی تھے۔ عقیدت کی بنا پہ آپ نے اس نومولود سعید و مسعود بیٹے کا نام "محمد" رکھا۔ اس سے

معلوم ہوتا ہے کہ عشقِ رسولؐ کی یہ سعادت آپ کو ورثہ میں ملی۔ آپ کے خاندان کے قلب و دماغ پہ تدین اور عقیدت رسولؐ چھائی ہوئی تھی۔

تعلیم و تربیت | مروجہ دستور کے مطابق آپ کی تعلیم کی ابتدا آبائی گاؤں "ابوصیر" سے ہوئی حفظِ قرآن سے فراغت کے بعد مروجہ علوم کے لیئے آپ نے راہِ سفر اختیار کیا۔ چنانچہ قاہرہ کے ایک مدرسہ میں داخل ہوئے صرف و نحو، فقہ اسلامی اور سیرت سے آپ کو خصوصی شغف رہا۔ عوارض کی بنا پر تکمیل کے بغیر غربت و افلاس کی وجہ سے آپ کسبِ معاش کی طرف متوجہ ہوئے۔ فنِ خطاطی سے آپ واقف تھے اس لئے اسی پیشہ کو اختیار کرنا پڑا۔ لیکن ساتھ ساتھ مذہبی ذمہ داری سے عہدہ برا ہونے کے لئے حفظِ قرآن کراتے رہے۔ انقلاباتِ زمانہ کی وجہ سے کچھ مدت کے لیئے سرکاری ملازمت بھی اختیار کی۔

شعر و شاعری | ان تمام باتوں کے باوجود شعر و شاعری سے فطری تعلق رہا۔ چنانچہ شاعرانہ رنگ آپ کے مزاج پر غالب تھا۔ وقت کا اکثر حصہ شعر و شاعری میں گذارتے رہے۔ اس وقت ماحول سے مجبور ہو کر آپ کو بھی عام شعرا جیسا رویہ رکھنا پڑا۔ وقت اور حالات کو دیکھ کر کسی کو اوجِ ثریا پر پہنچایا اور کسی کو تحت الثریٰ تک گرانا روزمرہ کا ایک معمول تھا۔ خلفا اور امرا سے تعلق استوار ہوتے تک شعر و شاعری کر کے کافی انعامات اور تحائف وصول کرتے رہے۔ اچانک طبیعت میں انقلاب آیا۔ عام شعرا کے مبالغہ آمیز اور کذب بیانی کی شاعری سے تائب ہو گئے جس کا محرک اور داعی ان کا ایک خواب بیان کیا جاتا ہے جس میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس خواب نے آپ کی کایا پلٹ دی۔ چنانچہ شعر گوئی جگہ آپ نے نعت گوئی اختیار کی۔ مجاز و استعارات سے آپ کو حقیقت شناسائی مل گئی۔

اس دور کے مشہور قصائد میں سے آپ کے "ذخائر المعاد"، قصیدہ لامیہ۔ قصیدہ دالیہ۔ تقدیس الحرم اور قصیدہ جائیہ بتائے جاتے ہیں۔ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ حبِ رسولؐ کا یہ جذبہ قوی سے قوی تر ہوتا گیا۔ چنانچہ ۶۴۷ھ میں پہلی بار آپ کو زیارتِ حرمین کی سعادت نصیب ہوئی۔ جس کے لئے مدتوں سے بے تاب تھے۔ سعادتِ حرمین کے بعد آپ ہمہ وقت اور ہمہ تن مدحِ رسول کی طرف متوجہ ہوئے۔ ایامِ سابقہ پر ندامت اور تاسف سے رو رو کر رسول اللہؐ کی مدح سے قضا بجالاتے رہے جیسا کہ فرماتے ہیں۔

خَدَمْتُه بِمَدِيحٍ اَسْتَقِيلُ بِهِ
ذُنُوبَ عُمْرٍ مَضٰى فِى الشِّعْرِ وَالْخِدَمِ

ترجمہ۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ کی بذریعہ مدح و نعت خدمت کی۔ میں اس کے ذریعے سے اس عمر کے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں۔ جو شعر گوئی اور اربابِ دنیا کی خدمت میں اور مدح و ثنا میں گزاری

أطعتُ غيَّ الصبا في الحالتين وما
حصّلت إلا على الآثام والندم

ترجمہ ۔ شعروشاعری اور امراکی اس خدمت گذاری میں، میں نے جوانی دیوانی کی گمراہی کی فرماں برداری کی ہے ۔ جس سے مجھے گناہوں ۔ معاصی اور شرمساری کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوا۔

اس دور میں آپ نے قصائد اور نعتیہ کلام سے رسول اللہ ؐ کی بہت خدمت کی جس کے آثار ابھی تک پائے جاتے ہیں زیارت حرمین کے بعد آپ کے قصائد میں سے قصیدہ نونیہ کو سبقت زمانی اور اولیت حاصل ہے ۔ جو آپ نے حج کی واپسی کے فوراً بعد لکھا ہے ۔ علاوہ ازیں قصیدہ حضریہ رائیہ ۔ قصیدہ میمیہ ، قصیدہ ہمزیہ اور قصیدہ بردہ بھی قابل ذکر قصائد ہیں ۔

آتش عشق آپ کو دوبارہ حرمین الشریفین لے گئی اور مدت کے لئے حرمین میں بھی رہے ۔

وفات | ۱۵ رمضان ۶۹۵ھ کو آپ کی وفات ہوئی ۔ اتنا یقینی ہے کہ آپ کی وفات اسکندریہ میں ہوئی ۔ تاہم مقام دفن کے متعلق آرا مختلف ہیں ۔ جیسا کہ عرض کر چکا ہوں ۔ بعض تذکرہ نگاروں کی رائے کے مطابق وفات کے بعد آپ کو قاہرہ لے جایا گیا ۔ جب کہ مقامی لوگوں کے ہاں یہی بات یقینی ہے کہ آپ کو وفات کے بعد یہاں دفن کیا گیا ہے ۔ ستاسی سال کل مدت حیات بتائی جاتی ہے ۔ بدقسمتی سے یہاں پر بھی قبر پرستی اور بدعات کا مظاہرہ ہوتا رہا جو مصریوں کے ہاں کوئی عیب نہیں ۔

قصیدہ بردہ | مدح رسول میں آپ کے متعدد قصائد ہیں لیکن جس قصیدہ کی وجہ سے آپ ایک صوفی اور عاشق رسول ؐ کی حیثیت سے عرب و عجم میں مشہور ہوئے وہ آپ کا منفرد قصیدہ "قصیدہ بردہ" ہے جس کا پورا نام "الکواکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ" ہے ۔

وجہ تسمیہ | عارفین باللہ نے نسبت اور عقیدت کی بنا پر مختلف وجوہات ذکر کی ہیں ۔ ان تمام وجوہات میں اقرب الی الفہم توجیہ یہ ہے کہ اس قصیدہ کے لکھنے کے بعد آپ کو خواب میں زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوئی خدمت رسول میں جب آپ نے اپنا یہ قصیدہ سنایا اور سنانے کے بعد آپ نے اس کے عوض میں ایک بردہ (چادر) بطور انعام عطا فرمائی ۔ جس کی بنا پر یہ قصیدہ اس نام سے مشہور ہوا ۔

قصیدہ پڑھنے کے اسباب | بلاشک وشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا ، وصفت حدود شرعیہ کے اندر رہتے ہوئے کار ثواب اور عمل صالح ہے اور عمل صالح کی توسط سے مانگنے میں کسی کو اختلاف نہیں ۔ اور نہ کسی کو اختلاف کی گنجائش ہے ۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت بوصیری پر فالج کا اچانک حملہ ہوا جس سے جسم کا معتد بہ حصہ متاثر ہوا ۔ علاج و معالجہ

باوجود چنداں افاقہ نہ ہوا۔ بے بسی اور کس مپرسی کے عالم میں جب اس عالم اسباب سے کٹ گئے۔ تو مدح رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے اللہ سے مانگنے لگے۔ مانگنا کیا تھا۔ فوراً قبول ہوا۔ مانگنے میں دیر تھی لیکن قبول ہونے میں دیر نہ لگی۔

فرماتے ہیں قصیدہ پڑھتے پڑھتے رقتِ قلب طاری ہوئی۔ روتے روتے اچانک نیند آگئی۔ خواب میں زیارت رسول نصیب ہوئی۔ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ مبارک فالج زدہ جسم پر پھیر دیا جب خواب سے بیدار ہوئے تو اپنے آپ کو صحیح اور تندرست پایا۔

<u>قصیدہ بردہ کی قبولیت</u> | تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ خواب سے بیداری کے جب صبح ہوئی تو سیر و تفریح کی غرض سے صبح سویرے گھر سے نکلے۔ راستہ میں اچانک ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی جنہوں نے ملتے ہی نعتیہ قصیدہ پڑھنے کی درخواست کی۔

حضرت بوصیری نے پوچھا کونسا قصیدہ سننا چاہتے ہو۔

بزرگ نے جواب دیا کہ وہ قصیدہ جو تم نے بیماری کے دوران کہا ہے جس کی ابتداء

اُمن تذکّر جیران بذی سلم سے ہوتی ہے۔ حضرت بوصیری فرماتے ہیں کہ بزرگ کی یہ درخواست سن کر میں حیران ہوا کہ آخر اس کو اس خفیہ عمل کا کیسے پتہ لگا۔ چنانچہ پوچھنے لگے کہ آپ کو اس قصیدہ کی خبر کیسے ہوئی؟

بزرگ نے جواب دیا کہ رات بارگاہِ رسالت میں جب یہ قصیدہ پڑھا جا رہا تھا تو مجھے بھی سننے کی سعادت نصیب ہوئی مجھے یاد ہے اور خوب یاد ہے۔ کہ اس کے بعض اشعار پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح جھوم رہے تھے جیسے بادِ نسیم چلنے سے ثمر دار شاخیں جھوم رہی ہوتی ہیں۔

حضرت بوصیری فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں وہ لکھا ہوا قصیدہ لے آیا۔ اور اس کے حوالے کیا۔ علاوہ ازیں بعض اعمال کے لئے بعض خصوصی اشعار خاص اثر رکھتے ہیں۔

<u>چند اشعار بطور نمونہ</u> | ایک موقعہ پر نفس پرستی اور خواہش پرستی سے بیزاری اور سابقہ نگاہوں پر ندامت کے آنسو بہاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَاسْتَفْرِغ الدَّمعَ عَینٍ قَدْ اِمْتَلَأتْ

مِنَ المحارم وَالزم حمیۃ الندم

ترجمہ۔ اور اپنی آنکھ کو جو نظر بازی کی حرام کاری سے پر ہو چکی ہے خوب آنسو بہا بہا کر صاف کرے اور پرہیز ندامت (توبۃ النصوح) کو لازم پکڑ لے تاکہ آئندہ کبھی ایسا نہ ہو۔ دوبارہ گرفتار ہو جائے۔

وخالفِ النفسَ والشیطانَ واعصِهما
وإنْ هما محضاكَ النصحَ فاتَّهمِ

ترجمہ۔ تو نفس اور شیطان کی پوری مخالفت کر اور دونوں کا حکم نہ مان۔ اگر یہ دونوں تجھ کو نصیحت بھی کریں تو بھی ان کو متہم یا مکذب سمجھ کر ان کی بات نہ ماننا کیونکہ ان دونوں کی سرشت میں تیری عداوت رکھی ہوئی ہے
ایک اور موقع پر مقصودی مقام پر آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتے ہیں۔

وکلهم من رسول الله ملتمسٌ
غرفاً من البحر او رشفاً من الديمِ

ترجمہ۔ اور تمام انبیا کرام آپ کے دریا معرفت سے ایک کف دست یعنی چلو کے خواستگار ہیں۔ اور یا آپ کے ہمیشہ اور کثیر برسنے والی جود و سخا کی بارش سے ایک دفعہ چوسنے کے طالب ہیں۔

بطور نتیجہ فرماتے ہیں۔

فمبلغُ العلمِ فیه انّه بشرٌ
وانّه خیرُ خلقِ اللهِ کلّهمِ

ترجمہ۔ جب آپ کا کلی معرفت ادراک سے بلند و بالا ہے تو فہم و دانش کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ عظیم القدر بشر ہیں اور تمام مخلوق خدا سے بہتر ہیں۔ یعنی

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حضرت بوصیری سے نکل کر ہماری ملاقات دو نیک بندوں سے ہوئی۔ جو تبلیغی جماعت سے منسلک ہیں جن میں سے ایک نوجوان کا نام "صالح سلیمان" اور دوسرے کا نام "عبدالجبار احمد ابراہیم" تھا۔ اجنبیت اور ناواقفیت کے باوجود ہم سے خوب ملے۔ پوچھنے پر جب انہیں یہ پتہ چلا کہ پاکستانیوں کا یہ وفد متبرک مقامات کی زیارت کی خواہش رکھتا ہے تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی قبر پہ جانے کو کہا۔ ہم نے موقع غنیمت سمجھا اور ان کی رہنمائی میں یہاں سے نکلے۔ مصروفیات کے باوجود انہوں نے ہمارے ساتھ کافی وقت صرف کیا۔ آگے ان کی گاڑی اور پیچھے ہماری گاڑی اسکندریہ کے بازاروں اور گلیوں سے نکل کر تیس چالیس منٹ کے بعد ہم منزلِ مقصود تک پہنچ گئے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ | نام و نسب۔ اصل نام "عامر" یا "عویمر" ہے ابودرداء لقب ہے۔ نام اور لقب دونوں سے مشہور ہوئے۔ انصار کے مشہور قبیلہ "خزرج" سے تعلق رکھتے ہیں اپنے گھرانے میں آخری اسلام لانے والے ہیں غزوہ بدر کے موقع پر دولتِ اسلام سے مشرف ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت سلمان فارسی اور آپ کے درمیان میں "مواخاۃ" کیا تھا۔

مناقب وفضائل | فرماتے ہیں کہ اسلام لانے سے قبل ہی ایک تجارت پیشہ شخص تھا۔ دولت اسلام سے فرازی کے بعد دوبارہ اس پیشہ کو اپنانا چاہا۔ لیکن دونوں جمع نہ ہوئے۔ جمع نہ ہونے کا مطلب غالباً یہ ہے کہ ہمہ وقت اور ہمہ تن اسلام کی طرف متوجہ رہنے کی وجہ سے دوسرے امور کی طرف رغبت نہ رکھتے تھے۔ غزوہ احد کے موقعہ پر آپ کی قابلیت اور جوانمردی کو دیکھ کر رسول اللہؐ نے فرمایا۔

نعم الفارس عویمر — عویمر بہترین شہسوار ہے

ایک اور موقع پر آپ نے اس کے حق فرمایا — ہو حکیم امتی۔

حضرت مسروق رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو دیکھا ہے مجھے یہ محسوس ہوا کہ چھ حضرات علم کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں جن میں ایک حضرت ابودرداء ہے۔ معاذ بن جبل کو جب موت آئی تو حاضرین نے وصیت کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ جس پر حضرت معاذ نے فرمایا کہ عویمر ابودرداءؓ سے علم سیکھو بے شک یہ ان لوگوں میں سے ہے جس کو خدا نے علم دیا ہے۔

وفات کب اور کہاں ہوئی | سن وفات کے متعلق متعدد روایات آئی ہیں معتمد قول یہی ہے۔ جو حافظ ابن حجر نے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں:

"الاصح عند اصحاب الحديث انه مات في خلافة عثمان"

اگرچہ ہم مصری بھائیوں کے مشورہ سے یہاں پر اس ارادہ سے حاضر ہوئے کہ یہ صحابی رسول کی قبر ہے لیکن قرائن اور تاریخی واقعات سے یہ یقینی نہیں کہ ابودرداء کی قبر یہاں ہو۔ یہ صرف سنی سنائی باتوں تک محدود ہے جس پر اعتماد کرنا دانشمندی نہیں۔ ویسے بھی مصریوں کے لئے قبر پرستی کی وجہ سے کسی قبر کو کسی بزرگ شخص کے نام پر منسوب کرنا مشکل کام نہیں۔ "حارۃ الشافعی" کے اس پرانے قبرستان میں حضرت لیث بن سعد کی قبر کی تلاش میں جا رہا تھا کہ اچانک یہ نوشتہ دیوار نظر آیا۔ "ہذا قبر ابی ذر غفاری" ایک مصری دوست جو میری رہبری کر رہا تھا۔ اس سے پوچھا۔ لیکن اس نے نفی میں جواب دینے کی جرأت نہیں کی۔ اچانک ایک عالم سے ملاقات ہوگئی جس سے معلوم ہوا کہ یہ ویسے کسی نے لکھا ہے۔ غالباً تشارک رسمی کی وجہ سے کسی دوسرے شخص سے صحابی رسول بنالیا۔ ممکن ہے کہ یہاں کا بھی یہ معاملہ ہو۔ اسماء الرجال کی کتابوں میں تتبع کے باوجود آپ کا مدفن مصر اور پھر سکندریہ نہیں ملا۔

امام واقدی فرماتے ہیں کہ آپ کی وفات دمشق میں ہوئی ہے جب کہ بعض دوسرے حضرات نے "شام" لکھا ہے۔

ان تین مقامات کی زیارت ہمارے سفر سکندریہ کا لب لباب ہے۔ دن کے گیارہ بجے کے قریب دوبارہ قاہرہ کی طرف واپس روانہ ہوئے۔ وہ دو مصری ساتھی جو "ابو صبری" کی قبر سے ہماری رہنمائی کر رہے تھے شہر سے نکلنے تک ہمارے ساتھ رہے۔ آخر جدائی میں رو رو کر گلے ملے اور رخصت لی۔ دوستوں کے مشورہ سے راستہ میں طنطا میں "شیخ بدوی" کے ہاں ظہر پڑھنے کا ارادہ تھا۔ ڈھائی بجے کے قریب طنطا پہنچ کر ظہر پڑھنے کے بعد "شیخ بدوی" کی قبر پر فاتحہ کے لئے حاضر ہوئے۔

سید احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ | شیخ احمد بدوی رحمۃ اللہ علیہ سادات خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کی قبر پر جو کتبہ لگا ہوا ہے اس پر شیخ مرحوم کا سلسلہ نسب یوں ہے۔

ہذا نسب سیدی احمد البدوی ابو فراج نفعنا اللہ فی الدنیا والآخرہ ہو احمد ابن علی ابن ابراہیم ابن محمد ابن ابی بکر ابن اسماعیل ابن عمر ابن عثمان ابن علی ابن حسین ابن محمد بن موسیٰ ابن یحییٰ بن عیسیٰ ابن علی الہادی۔ ابن محمد الجواد ابن علی الرضی بن موسیٰ الکاظم ابن جعفر الصادق ابن محمد الباقر ابن علی ابن زین العابدین ابن الحسین ابن علی ابن ابی طالب ابن عبد المطلب۔

قرب و جوار میں چند دوسرے بزرگوں کی قبریں بھی تھیں۔ لیکن لوگوں کی اصل عقیدت شیخ بدوی سے ہے بظاہر قبر پر حاضری میں ادب و احترام کا لحاظ رکھتے ہیں۔ لیکن زیادہ عقیدت کی وجہ سے شرکی اعمال و افعال کا ارتکاب بھی کرتے ہیں۔ وہی چوما چاٹی اور طواف کو مزارات کا ادب و احترام سمجھتے ہیں۔ دور دور سے مسافت طے کر کے حاضر ہوتے ہیں۔ عورتوں، مردوں، بچوں، جوانوں اور بوڑھوں کا ہر وقت تانتا بندھا رہتا ہے گویا یہاں کی وہی حالت ہے جو ہمارے ہاں علی ہجویری کی قبر پر ہوتی ہے۔ غالباً شیطان نے پاکستانی قبر پرستوں اور مصریوں کو ایک کلاس میں بٹھا کر شرک کا درس دیا ہے۔ ہمارے قبر پرست ساتھی بھی طبعی اور فطرتی جذبات سے مجبور ہو کر ضبط نہ کر سکے۔ اور سیدھے جا کر چوما چاٹی اور طواف میں مشغول ہو کر مصریوں میں گھل مل گئے اس ایک قطار میں کھڑے ہوئے طواف کرنے والے پاکستان اور مصریوں میں صرف لباس کا فرق تھا ورنہ افعال و اعمال میں ہم مشرب معلوم ہو رہے تھے بنسبت شہریوں کے دیہاتی بکثرت تھے۔ گانا بجانا اور ناچنا ان لوگوں کے ہاں عیب نہیں بلکہ ثقافت اور تہذیب ہے اس لئے مزارات اولیا پر (معاذ اللہ) ثواب کی نیت سے ناچتے اور گاتے ہیں۔ یہ صرف یہاں نہیں بلکہ جس بزرگ کی قبر پر جائیں یہی طریقہ آپ کو ہر جگہ نظر آئے گا۔ فاتحہ پڑھ کر ہم باہر نکلے۔ دوپہر کا کھانا ابھی تک نہیں کھایا تھا لہٰذا کچھ سامان خورد و نوش لے کر گاڑی میں بیٹھ گئے۔ چند ساتھی تھیلیوں میں تبرک کے چنے بھی لے آئے۔ اور اللہ کا نام لے کر طنطا سے قاہرہ روانہ ہو گئے۔ اور مغرب کی نماز قاہرہ میں ادا کی۔

(جاری ہے)

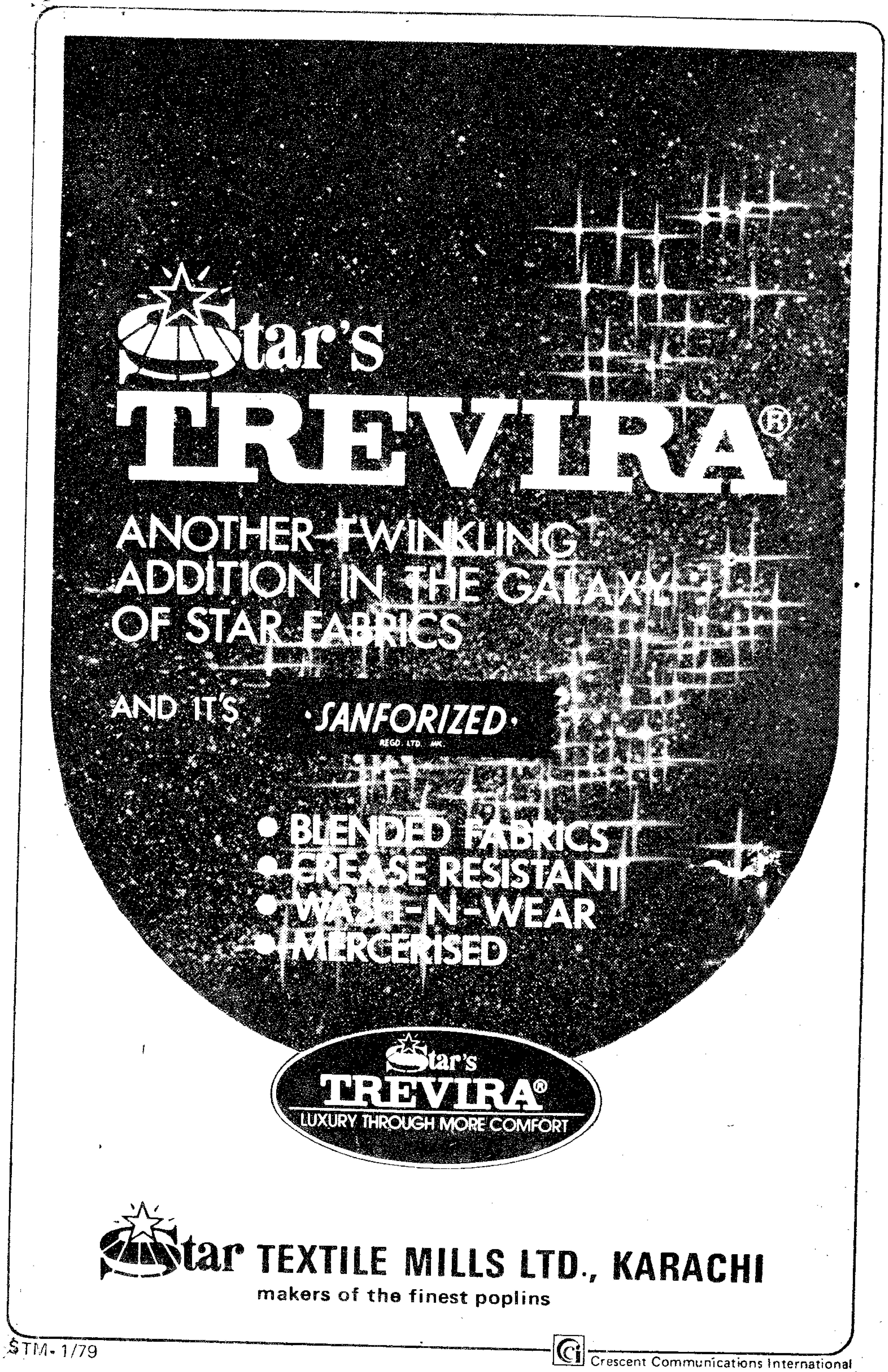

STM-1/79

Crescent Communications International

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ
اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا
بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

O ye who believe! Fear God as He should be feared, and die not except in a state of Islam. And hold fast, all together, by the Rope which God stretches out for you, and be not divided among yourselves.

pti
PREMIER TOBACCO INDUSTRIES LIMITED